کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے متعلق جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

ہم اٹلی کے شہر "بریشیا" میں عرصہ بارہ سال سے مقیم ہیں۔ کچھ دن پہلے میری پانچ سالہ بیٹی کی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ اس کے کان میں درد تھا۔ رات کے وقت بچی کو مقامی سرکاری ہسپتال لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے بچی کا معائنہ کیا اور کچھ انٹی بیوٹک خریدنے کا کہا اور اسکے بعد بچی کو گھر بھیج دیا۔ رات کافی گزر چکی تھی اور اس وقت وہاں قریب قریب میں کوئی میڈیکل اسٹور بھی کھلا ہوا نہیں تھا جس کی وجہ سے ہم انٹی بیوٹک نہیں خرید سکے۔

جب بچی گھر پہنچی تو کچھ دیر آرام کیا پھر اسکے سر میں درد شروع ہو گیا۔ صبح کے وقت بچی کو شدید سر درد تھا اور الٹیاں بھی شروع ہو چکی تھیں۔ ہم اسے دوبارہ اسی ہسپتال لے گئے۔ راستہ میں بچی کی طبیعت خاصی خراب ہو چکی تھی۔ ہسپتال پہنچے تو شروع میں وہاں کے عملہ کا رویہ اچھا نہیں تھا، لیکن جب انہوں نے بچی کی حالت دیکھی تو وہ بھی پریشان ہوگئے اور ہمیں کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے بچی کو لانے میں اتنی دیر کیوں کی؟ ہم نے کہا کہ بچی کو گذشتہ رات ہسپتال میں لایا گیا اور ڈاکٹروں نے معائنہ کر کے گھر بھیج دیا، داخل نہیں کیا۔ وہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے، لیکن جب ہم نے انہیں گذشتہ رات کی تمام رپورٹیں دیکھائی تو وہ خاموش ہو گئے اور بچی (جو کہ ہسپتال پہنچ کر بیہوش ہو گئی تھی) کو اندر لے جا کر اسکا علاج شروع کیا۔

معائنہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بچی ایک جراثیم "مین جیتے" (MENINGITE) کی ضد میں آچکی تھی جو کان کے ذریعہ سے دماغ تک سرایت کر گیا تھا اور پہلے دماغ کو پھر دل کو بری طرح متاثر کیا۔ چار دن کے بعد بیہوشی کی حالت میں ہی اسکا انتقال ہو گیا۔

جب بچی کے انتقال کے کاغذات اسی سرکاری ہسپتال کے ایک ادارہ کے پاس پہنچے جن کا کام یہ ہے کہ وہ تمام رپوٹیں چیک کرنے کے بعد کیس کلیئر کرتے ہیں تو انہیوں نے دیکھا کہ بچی کو رات کے وقت ہسپتال میں لایا گیا اور اس وقت بچی اس جراثیم کی ضد میں آچکی تھی لیکن ڈاکٹروں نے صحیح طور پر معائنہ نہیں کیا اور بچی کو گھر بھیج دیا۔ عین ممکن ہے کہ اگر وہ بچی کو داخل کرتے تو وہ بچ جاتی۔

اس ادارہ نے اور صوبہ کے عوامی نمائندہ نے سات ڈاکٹر پر (جنھوں نے رات کے وقت بچی کا معائنہ کیا تھا) کیس کر دیا کہ انہوں نے لاپرواہی برتی ہے۔

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

دونوں طرف کے حضرات کا انٹرویو لیا گیا ہے اور بچی کا پوسٹ مارٹم بھی کیا گیا۔ اور اب کیس چل رہا ہے۔ ہم بھی ان ڈاکٹروں پر کیس کرنا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ بھی وہ اس طرح کے کیس میں احتیاط برتیں، اور مکمل تفتیش کے بعد اگر یہ کیس ہمارے حق میں ہو جاتا ہے تو اس صورت میں ڈاکٹروں کو ایک بھاری رقم بھی ہمیں دینی ہو گی۔

چونکہ ڈاکٹروں کو ہمیشہ یہ خطرہ رہتا ہے کہ ہم سے کوئی غلطی نہ ہو جائے جس کی وجہ سے کسی کی جان چلی جائے اور ہمیں کوئی رقم دینی پڑے اس لئے وہ انشورنس کرواتے ہیں، تاکہ اگر ان سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے تو پسماندگان کو انشورنس کمپنی رقم دے۔

اب سوال یہ ہے کہ (۱) گر مکمل تفتیش کے بعد فیصلہ ہمارے حق میں ہو جائے تو کیا ہم اس رقم کو وصول کر سکتے ہیں؟

(۲) اس رقم کا مستحق کون ہو گا؟

(۳) اگر انشورنس کمپنی یہ رقم ڈاکٹروں کو دیدے اور پھر ڈاکٹر ہمیں دیں تو کیا اس صورت میں یہ رقم ہم وصول کر سکتے ہیں۔

(۴) کیا دار الحرب میں یہ رقم لینے کی گنجائش ہے؟

(۵) اگر ہم یہ رقم وصول کر لیں اور اسکے بعد اسے مسلمان فقراء میں تقسیم کر دیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تاکہ ڈاکٹر آئندہ اس معاملہ میں احتیاط کریں۔

المستفتی: محمد غیاث
پتہ: گاردونے، بریشیا، اٹلی
رابطہ نمبر: ۰۳۴۱۷۶۸۵۴۴۸

دارالافتاء

Scanned by CamScanner

(۳،۱)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ صورت اگر درست اور واقعہ کے مطابق ہے تو صورتِ مسئولہ میں اگر تفتیش کے بعد ڈاکٹر کی کوتاہی ثابت ہو جائے تو آپ ڈاکٹر سے مذکورہ رقم وصول کرسکتے ہیں، البتہ چونکہ ڈاکٹر نے انشورنس کروایا تھا، لہٰذا اگر آپ خود کمپنی سے براہ راست مذکورہ رقم وصول کریں گے تو اس صورت میں اصل پریمیم کی حد تک کی رقم وصول کرسکتے ہیں، اور اس سے زائد رقم وصول کرنا آپ کے لئے جائز نہیں، البتہ اگر آپ خود کمپنی سے براہ راست مذکورہ رقم وصول نہ کریں بلکہ آپ ڈاکٹروں کے اکاؤنٹ سے رقم لیں تو یہ جائز ہے اگرچہ بعد میں ڈاکٹر وہ رقم انشورنس کمپنی سے وصول کریں۔

(۲)۔۔۔اس رقم کے مستحق بچی کے شرعی ورثاء ہیں بوقتِ ضرورت ورثاء کی تفصیل بتا کر تقسیم کا حکم شرعی معلوم کیا جاسکتا ہے۔

(۴)۔۔۔راجح قول کے مطابق دار الحرب میں بھی سود یا قمار کی رقم لینا جائز نہیں، البتہ عدالت کے ذریعہ نقصان کا ضمان وصول کیا جاسکتا ہے۔

(۵)۔۔۔اگر خود کمپنی سے براہ راست وصول کرلے تو ایسی صورت میں پریمیم سے زائد رقم کا فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہوگا، اور اگر ڈاکٹر سے وصول کریں گے تو اس صورت میں ساری رقم ورثاء کی ہوگی، فقراء پر صدقہ نہیں کیا جائے گا۔

الدر المختار (٦/ ٦٨)

(ولا ضمان على حجام وبزاغ) أي بيطار (وفصاد لم يجاوز الموضع المعتاد، فإن جاوز) المعتاد (ضمن الزيادة كلها إذا لم يهلك) المجني عليه (وإن هلك ضمن نصف دية النفس) لتلفها بمأذون فيه وغير مأذون فيه فيتنصف، ثم فرع عليه بقوله: فلو قطع الختان الحشفة وبرئ المقطوع تجب عليه دية كاملة) ؛ لأنه لما برئ كان عليه ضمان الحشفة وهي عضو كامل كاللسان (وإن مات فالواجب عليه نصفها) لحصول تلف النفس بفعلين أحدهما مأذون فيه وهو قطع الجلدة والآخر غير مأذون فيه وهو قطع الحشفة فيضمن النصف ولو

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

شرط على الحجام ونحوه العمل على وجه لا يسري لا يصح؛ لأنه ليس في وسعه إلا إذا فعل غير المعتاد فيضمن عمادية.

وفيها سئل صاحب المحيط عن فصاد قال له غلام أو عبد: أفصدني ففصد فصدا معتادا فمات بسببه. قال: تجب دية الحر وقيمة العبد على عاقلة الفصاد؛ لأنه خطأ............واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

محمد تقی رنگونی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/رجب المرجب/۱۴۳۸ھ

۱۳/اپریل/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح

مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/رجب المرجب/۱۴۳۸ھ

13/اپریل/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح

۱۵/۷/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

۱۸/۷/۳۸ھ

دارالافتاء
فتوی نمبر ۸۹/۱۸۷۸